دکان یعنی کاروبار کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے؟

فہرست:

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

دکان یعنی کاروبار کی زکوٰۃ کی ادائیگی سے متعلق کوتاہیاں:

دکان یعنی کاروبار کی زکوٰۃ کی ادائیگی سے متعلق ہمارے ہاں متعدد کوتاہیاں رائج ہیں:

1۔ بہت سے لوگ دکان یعنی کاروبار کی زکوٰۃ ادا ہی نہیں کرتے، انھیں اس کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ دکان یعنی کاروبار کی زکوٰۃ بھی ادا کرنی ضروری ہے۔ حالاں کہ یہ ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال میں سے زکوٰۃ ادا کرتا رہے۔

2۔ بہت سے لوگ زکوٰۃ ادا کرنے کی کوشش تو کرتے ہیں لیکن انھیں یہ علم ہی نہیں ہوتا کہ دکان اور کاروبار کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جاتی ہے؟ اور دکان اور کاروبار کی کون کون سی چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟

اس ساری افسوس ناک صورتحال میں عملی کوتاہیوں کے ساتھ ساتھ دینی مسائل سے ناواقفیت بھی کار فرما ہوتی ہے۔ کاش کہ لوگ دینی مسائل سمجھنے کی کوشش کریں تو یہ ساری غلطیاں اور کوتاہیاں دور ہو جائیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی شریعت کے مطابق ہو!!

ذیل میں دکان اور کاروبار کی زکوٰۃ سے متعلق بنیادی احکام ذکر کیے جاتے ہیں۔

مالِ تجارت سے کیا مراد ہے؟

مالِ تجارت سے مراد ہر وہ مال ہے جو تجارت یعنی بیچنے ہی کی حتمی نیت سے خریدا گیا ہو یعنی اسی لیے خریدا گیا ہو کہ اسے آگے فروخت کرنا ہے، چاہے فوری طور پر فروخت کرنے کا ارادہ ہو یا تاخیر سے، اور چاہے کسی بھی مقصد کے لیے فروخت کرنے کا ارادہ ہو۔ ایسے مال پر مالِ تجارت ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ کا حکم لاگو ہوگا۔ مالِ تجارت کی یہ تعریف اچھی طرح ذہن نشین کرلی جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو مال فروخت کرنے کی حتمی نیت سے نہیں خریدا گیا ہو تو اس پر مالِ تجارت کے اعتبار سے زکوٰۃ کا حکم لاگو نہیں ہوگا جیسے:

1۔ اگر وہ مال ایسا ہے کہ خریدتے وقت تجارت کی نیت نہیں تھی بلکہ بعد میں اس کو فروخت کرنے کی نیت بنی تو یہ مالِ تجارت کے زمرے میں نہیں آئے گا۔

2۔اسی طرح اپنے پاس پہلے سے موجود کسی مال کو فروخت کرنے کا ارادہ ہوا تو اس کو بھی مالِ تجارت نہیں کہا جاسکتا۔

3۔اسی طرح کسی چیز کو خریدتے وقت تجارت کی حتمی نیت تو نہ تھی لیکن یہ نیت تھی کہ اگر اچھا نفع مل رہا ہو تو فروخت کردیں گے ورنہ تو رہنے دیں گے تو یہ بھی مالِ تجارت کے حکم میں نہیں آئے گا۔

ان تینوں صورتوں میں چوں کہ مالِ تجارت کی تعریف صادق نہیں آتی اس لیے ان صورتوں میں یہ مال مالِ تجارت میں شامل نہیں،اس لیے اس پر مالِ تجارت کے طور پر زکوٰۃ کا حکم لاگو نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اگر مال خریدتے وقت تجارت یعنی فروخت کرنے کی نیت تھی لیکن بعد میں ارادہ تبدیل کردیا اور فروخت کرنے کی نیت باقی نہ رہی تو ایسی صورت میں بھی مالِ تجارت کے اعتبار سے اس پر زکوٰۃ کا حکم لاگو نہیں ہوگا۔اسی طرح اگر بعد میں دوبارہ تجارت کی نیت بنی تب بھی یہ مالِ تجارت کے حکم میں داخل نہ ہوگا۔

وضاحت: واضح رہے کہ زکوٰۃ کے معاملے میں جب بھی مالِ تجارت کا ذکر آئے تو اس سے یہی مذکورہ تفصیل مراد ہوگی۔

دکان اور فیکٹری یعنی کاروبار میں قابلِ زکوٰۃ اموال:

دکان اور فیکٹری یعنی کاروبار میں درج ذیل چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے:

1۔مالِ تجارت یعنی بیچنے کی حتمی نیت سے خریدا گیا مال۔

2۔اپنی ملکیت میں موجود نقد رقم۔

3۔کاروبار سے حاصل ہونے والا نفع۔

4۔لوگوں کے ذمہ اُدھار رقم جس کے ملنے کی امید ہو، بھلے تاخیر ہی سے کیوں نہ ہو۔

5۔خام مال(Raw Material)۔

6۔تیاری کے مراحل(Work in process)سے گزرنے والا مال۔

7۔ تیار مال یعنی مصنوعات(Finish Good, Product)۔

8۔ مصنوعات کی تیاری کے دوران خراب یا بے کار ہو جانے والا مال(Waste product) جبکہ اس کو فروخت کرنے کی نیت ہو۔

9۔ وہ مال جس میں تیار شدہ مال پیک کیا جاتا ہے۔

مسئلہ : دوسروں کو دیے جانے والے قرضے یا دوسروں کے ذمے اُدھار رقوم بھی قابلِ زکوٰۃ اموال ہیں، اس لیے زکوٰۃ میں ان کا بھی حساب لگایا جائے گا، البتہ یہ اُس صورت میں ہے کہ جب ان قرضوں اور ادھار رقوم کے ملنے کی امید ہو بھلے تاخیر سے ہی کیوں نہ ہو، لیکن اگر ان کے ملنے کی امید نہ ہو تو ایسی صورت میں ان کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، اسی طرح اگر بعد میں یہ وصول ہو جائیں تو ایسی صورت میں پچھلے عرصے کی زکوٰۃ بھی واجب نہ ہوگی۔

دکان اور فیکٹری یعنی کاروبار میں ناقابلِ زکوٰۃ اموال:

دکان اور فیکٹری یعنی کاروبار میں درج ذیل چیزوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی:

- دکان کی عمارت۔
- الماریاں۔
- فرنیچر۔
- لوڈنگ یعنی سامان کے نقل و حرکت کے کام آنے والی گاڑیاں۔
- پلانٹ۔
- مشینری یعنی مال بنانے میں استعمال ہونے والے آلات اور مشینیں۔
- پرنٹنگ پریس۔
- ٹینٹ اور ڈیکوریشن کا سامان جسے کرایہ پر دیا جاتا ہو۔

- خراب یا بے کار مال جسے فروخت کرنے کی نیت نہ ہو۔
- اور اسی طرح ہر وہ سامان جو مالِ تجارت کے زُمرے میں نہیں آتا، جس کی تفصیل مالِ تجارت کی تعریف کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

البتہ اگر یہ چیزیں تجارت یعنی فروخت کرنے کے لیے ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

قرض اور واجب الاداءرُقوم منہا کی جائیں گی:

زکوٰۃ کا حساب لگاتے وقت اور اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت قابلِ زکوٰۃ اموال میں سے قرضوں اور واجب الاداءرُقوم کو منہا یعنی منفی کیا جائے گا،اس کے بعد بھی اگر باقی مال نصاب کو پہنچتا ہو تو زکوٰۃ واجب ہو گی، ورنہ تو نہیں۔ جیسے:

- دکان کا کرایہ۔
- قرضہ۔
- فون، گیس، بجلی اور پانی کے بِل یا دیگر سرکاری اور غیر سرکاری اخراجات کے بِل۔
- ادھار پر لیے ہوئے مالِ تجارت کی رقم۔
- ملازمین کی تنخواہیں۔

مذکورہ واجب الاداءرُقوم اس وقت منہا یعنی منفی کی جائیں گی جب یہ زکوٰۃ کا حساب لگانے کے وقت واجب ہو چکی ہوں، اسی طرح نصاب کا سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ کی تاریخ آنے تک یہ واجب ہو چکی ہوں، لیکن اگر زکوٰۃ کی تاریخ کے بعد یہ واجب ہو جائیں تو ان کو منہا نہیں کیا جائے گا۔

مالِ تجارت کی زکوٰۃ میں قیمتِ فروخت کا اعتبار ہے:

1۔مالِ تجارت کی زکوٰۃ کا حساب لگانے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرنے میں قیمتِ فروخت کا اعتبار ہے نہ کہ قیمتِ خرید کا،اس لیے دکان میں موجود کل مالِ تجارت کا قیمتِ فروخت کے اعتبار سے حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کریں گے۔

واضح رہے کہ ریٹیل فروخت کرنے والے ریٹیل قیمت کے حساب سے، جبکہ ہول سیل فروخت کرنے والے اسی ہول سیل قیمت کے مطابق زکوٰۃ ادا کریں گے۔

2۔ جو مالِ تجارت تھوک کے حساب سے فروخت ہوتا ہے اُس میں تو تھوک کے حساب سے قیمت لگائی جائے گی، البتہ جو مالِ تجارت تھوک کے حساب سے فروخت نہیں کیا جاتا تو اس میں مناسب اور احتیاط پر مبنی صورت یہی ہے کہ کل مالِ تجارت میں سے ہر ہر چیز کی قیمتِ فروخت لگا کر حساب لگایا جائے، لیکن اگر ہر ایک کا الگ الگ حساب لگانا مشکل ہو تو یوں بھی درست ہے کہ وہ تمام مالِ تجارت اگر فروخت کرنا چاہیں تو کتنی رقم میں فروخت ہو گا، تو پھر اس حساب سے بھی زکوٰۃ ادا کرنا درست ہے، البتہ ایسی صورت میں بطورِ احتیاط زکوٰۃ کی مقدار کچھ بڑھادی جائے تاکہ ممکنہ کمی کا ازالہ ہو سکے۔

دکان کی زکوٰۃ واجب ہونے کا نصاب:

ماقبل کی تفصیل کے مطابق دکان کے قابلِ زکوٰۃ اموال کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے کہ اگر مالِ تجارت کی قیمت یا نقد رقم یا دونوں کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت تک پہنچتا ہے تو ان پر زکوٰۃ کا حکم لاگو ہو گا، لیکن اگر نصاب کو نہیں پہنچتا تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

نصابِ زکوٰۃ پر سال گزرنے کی شرط کی تفصیل:

زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہونے کے لیے نصاب پر قمری یعنی اسلامی سال کا گزرنا شرط ہے، چنانچہ جب کسی شخص کے پاس نصاب کے بقدر مال آجائے یعنی دکان کے قابلِ زکوٰۃ اموال نصاب تک پہنچ جائیں تو وہ صاحبِ نصاب بن جاتا ہے اور اس پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے، البتہ زکوٰۃ کی ادائیگی اُس وقت فرض ہوتی ہے جب اس پر اسلامی سال گزر جائے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جس اسلامی تاریخ کو یہ شخص صاحبِ نصاب بنا ہے وہ تاریخ اپنے پاس نوٹ کر لے، پھر جب اگلے سال وہی تاریخ آجائے تو دوبارہ اپنے مال کا حساب لگا لے، اگر سال گزر جانے کے بعد بھی

اسی مقررہ تاریخ کو یہ شخص صاحبِ نصاب ہو تو پھر اس وقت اس کی ملکیت میں جس قدر بھی مالِ زکوٰۃ موجود ہوگا سب کی زکوٰۃ دینی ہوگی، اور اگر اس تاریخ کو اس کے پاس نصاب کے بقدر مال موجود نہ ہو تو زکوٰۃ کی ادائیگی فرض نہیں ہوگی۔

سال کے دوران نصاب میں کمی بیشی کا حکم:

نصابِ زکوٰۃ کے گزرنے والے سال کے دوران نصابِ زکوٰۃ میں اگرچہ کمی بیشی آتی رہے، اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا، بلکہ بدستور زکوٰۃ اسی طرح فرض رہے گی، کیوں کہ اصل اعتبار اس اسلامی سال کی ابتدائی اور آخری تاریخ کا ہے، البتہ اگر اس سال کے دوران وہ مال بالکل ہی ختم ہو جائے یا اس سے ایسی چیزیں خرید لیں جن پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی تو اس صورت میں زکوٰۃ کا یہ سال بھی کالعدم یعنی ختم ہو جائے گا، اب زکوٰۃ فرض نہیں رہی، بلکہ اب اس کے بعد جس تاریخ کو دوبارہ نصاب کے بقدر مال آئے گا تو اسی اسلامی تاریخ سے از سرِ نو سال دوبارہ شروع ہوگا۔

زکوٰۃ کی تاریخ یاد نہ ہونے کا حکم:

اگر کسی شخص کو صاحبِ نصاب بننے کی تاریخ یاد نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ غور و فکر کے بعد جس اسلامی تاریخ کا غالب گمان ہو وہ متعین کر لے، اگر کسی بھی تاریخ کا غالب گمان نہ ہو تو خود کوئی تاریخ متعین کر سکتا ہے، پھر اسی کے مطابق زکوٰۃ کا حساب لگائے۔

مشترکہ کاروبار میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم:

1۔ مشترکہ کاروبار میں سرمایہ یعنی اصل رقم اور نفع کے تناسب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی کہ اس کاروبار میں شرکاء میں سے ہر ایک کا جتنا سرمایہ اور نفع ہے تو اسی حساب سے ہر ایک پر زکوٰۃ کا حکم لاگو ہوگا۔

2۔ مضاربت یعنی وہ کاروبار جس میں ایک شریک کا مال ہوتا ہے جبکہ دوسرے شریک کی محنت ہوتی ہے اور اس

کواس کے عوض نفع کاایک مخصوص حصہ ملتاہے توایسی صورت میں اصل مالک پر تو سرمایہ کی زکوٰۃ کا حکم بھی لاگو ہو گااور جس قدر نفع اس کے حصے میں آئے گا اس کو بھی زکوٰۃ میں شمار کیا جائے گا، جبکہ دوسرے شریک پر صرف اس کے نفع کے اعتبار سے زکوٰۃ کا حکم لاگو ہو گا۔

تنبیہ: واضح رہے کہ شرکت اور مضاربت جیسے مشترکہ کاروبار میں جس قدر سرمایہ سے مالِ تجارت خریدا گیا ہے صرف اسی پر زکوٰۃ واجب ہو گی،اس لیے اگر اصل سرمایہ سے مالِ تجارت کے علاوہ ناقابلِ زکوٰۃ چیزیں بھی خریدی ہیں جیسے کہ دکان کی عمارت، الماریاں اور مشینیں وغیرہ خرید لی گئی ہیں تو ان کی زکوٰۃ اصل مالک پر بھی واجب نہیں ہو گی کیوں کہ یہ قابلِ زکوٰۃ اموال نہیں، جن کی تفصیل ما قبل میں بیان ہو چکی۔

زکوٰۃ کتنی ادا کرنی ہے؟

کل مالِ زکوٰۃ میں سے ڈھائی فیصد (2.5%) زکوٰۃ ادا کی جائے گی، جو کہ چالیسواں حصہ بنتا ہے۔

زکوٰۃ نکالنے کی مقدار معلوم کرنے کا آسان طریقہ:

کل مالِ زکوٰۃ کا چالیسواں حصہ یا ڈھائی فیصد معلوم کرنے کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ کل مالِ زکوٰۃ کو 40 پر تقسیم کریں، جو جواب آئے تو وہی زکوٰۃ کی واجب مقدار ہو گی۔

مثال: ایک لاکھ روپے کو 40 پر تقسیم کیا جائے تو 2500 روپے آتے ہیں اور یہی زکوٰۃ کی واجب مقدار ہے۔

زکوٰۃ میں شمسی سال کا اعتبار کرنے کا حکم:

اس حوالے سے جامعہ دار العلوم کراچی کا ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

’’زکوٰۃ کی ادائیگی کا حساب کتاب قمری سال کے اعتبار سے کرنا چاہیے، تاہم اگر قمری سال کے اعتبار سے کرنے میں حرج ہو تو پھر شمسی طریقے سے حساب کتاب کرنے کی گنجائش ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قمری سال کے حساب سے گیارہ دن زیادہ کی زکوٰۃ ادا کی جائے یا 2.60% کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے۔(فقہی

مقالات:170/3 بتصرف)“ (فتویٰ نمبر:1/1878، مؤرخہ:1438/7/13ھ)

دکان کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے؟

خلاصہ یہ کہ دکان یعنی کاروبار کی زکوٰۃ ادا کرتے وقت درج ذیل چیزوں کو جمع کیا جائے گا:

1۔ کل مالِ تجارت کی قیمتِ فروخت۔

2۔ اپنی ملکیت میں موجود نقد رقم۔

3۔ کاروبار سے حاصل ہونے والا نفع۔

4۔ لوگوں کے ذمہ ادھار رقم جس کے ملنے کی امید ہو، بھلے تاخیر ہی سے کیوں نہ ہو۔

ان چاروں اموال کو جمع کرکے ان میں سے اپنے ذمے ادھار، قرض اور واجب الاداء رقم کو منہا یعنی منفی کر دیا جائے تو باقی بچنے والی رقم اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت تک پہنچتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ تو نہیں۔

تنبیہات:

1۔ بڑی سطح کی تجارتوں سے متعلق چوں کہ زکوٰۃ کے مسائل ذرا پیچیدہ ہوتے ہیں اس لیے مزید تفصیل کے لیے حضرات اہلِ علم سے رجوع فرمائیں۔

2۔ زکوٰۃ کا سال مکمل ہونے پر باقاعدہ اہتمام کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے، اس کے لیے فرصت نکال کر حساب وکتاب کرنا چاہیے تاکہ ٹھیک ٹھیک زکوٰۃ ادا کی جاسکے، کیوں کہ زکوٰۃ حکمِ شرعی ہے اس لیے اس کے لیے بھرپور توجہ اور اہمیت کی ضرورت ہے، اسی میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

3۔ ما قبل کی تمام تفصیلات صرف دکان سے متعلق نہیں بلکہ دکان کے علاوہ ریڑھی اور گھروں وغیرہ میں جو کاروبار کیا جاتا ہے اس کی بھی زکوٰۃ اسی تفصیل کے مطابق ادا کی جائے گی۔

کرایہ پر دی ہوئی چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہونے کا حکم:

جو چیزیں کرایہ پر دی جاتی ہوں جیسے: دکان، مکان، گاڑی، ٹرالی، برتن، لائٹیں، ٹینٹ کا سامان وغیرہ تو ان پر زکوٰۃ کا حکم لاگو نہیں ہوتا البتہ ان سے حاصل ہونے والی آمدنی پر زکوٰۃ کا حکم لاگو ہوگا کیوں کہ یہ قابلِ زکوٰۃ اموال میں سے ہے۔

فائدہ: مذکورہ مسائل ''ردالمحتار''، ''فتاویٰ ہندیہ'' اور دیگر فقہی کتب سے ماخوذ ہیں، ان کی مزید تفصیل کے لیے بندہ کا رسالہ ''احکامِ زکوٰۃ'' ملاحظہ فرمائیں۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی